گورنر اسٹیٹ بینک کا پاکستان بزنس کونسل (پی بی سی) کی تقریب سے خطاب

26 نومبر 2025ء

ڈاکٹر زیلاف منیر، چیئرپرسن، پاکستان بزنس کونسل

اسٹیٹ بینک کے سابق گورنرز: ڈاکٹر عشرت حسین، ڈاکٹر شمشاد اختر اور ڈاکٹر رضا باقر

ڈاکٹر علی چیمہ، وائس چانسلر لمز (LUMS)

معزز مہمانانِ کرام،

خواتین و حضرات!

السلام علیکم! اور آپ سب کو صبح بخیر!

پاکستان بزنس کونسل کے ''معیشت پر مذاکرات'' کے افتتاحی اجلاس میں شرکت میرے لیے خوشی کا موقع ہے۔ میں ابھی ہونے والے متاثر کن پینل مباحثے میں شرکت کا موقع دینے پر آپ کا شکر گزار ہوں، اس میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے دو سابقہ گورنروں کے علاوہ ممتاز ماہرینِ معیشت نے ملکی معیشت کے چیلنجوں اور مواقع پر تبادلہ خیال کیا۔ میں ایسی تقریبات کے انعقاد پر پاکستان بزنس کونسل کو بھی سراہنا چاہوں گا۔ آج اس تقریب نے ہمیں بصیرت افروز مباحثوں میں شرکت کے لیے پلیٹ فارم مہیا کیا، اور امید ہے کہ خیالات کے اس تبادلے سے قابلِ عمل پالیسی تجاویز سامنے آئیں گی۔

اس سیشن کا موضوع ''استحکام کے بعد پائیدار معاشی نمو کا حصول'' ہے، جو ہماری معیشت کی موجودہ حالت کا بہت اچھی طرح احاطہ کرتا ہے۔ گذشتہ دو دہائیوں کے دوران ہم کئی مرتبہ یہاں جمع ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مجھے یہ بات دہرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ چند برسوں کی بلند معاشی نمو کے بعد ہمیں بار بار معاشی بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کچھ مدت تک استحکام کی تکلیف دہ پالیسیوں کے بعد ہر بار ہم قلیل مدتی معاشی نمو کی بحالی کے دور سے گزرتے ہیں، جس کے بعد جڑواں خساروں کے بڑھنے، مہنگائی میں اضافے اور زرِ مبادلہ کے گرتے ہوئے ذخائر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم استحکام کے ایک اور پروگرام کے محتاج ہوتے ہیں۔

خواتین و حضرات!

آپ میں سے کچھ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ آیا ہم پھر ایک جانے پہچانے موڑ پر کھڑے ہیں۔ ان خدشات کو دور کرنے کے لیے میں نے اپنی بقیہ گفتگو کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں، میں اس موضوع پر اظہار خیال کروں گا کہ اس بار حالات ہمارے ملک میں تیزی اور مندی کے چکروں کے پچھلے ادوار کی نسبت کس طرح مختلف ہیں۔ دوسرے میں، میں اس بات پر توجہ دوں گا کہ اگر ہمیں تیزی اور مندی کے بار بار کے چکروں سے نکلنا ہے تو وہ کون سے مختلف اقدامات ہیں جو ہمیں کرنا ہوں گے۔

تو، **اس بار حالات معاشی استحکام کے پچھلے ادوار کے مقابلے میں کس طرح مختلف ہیں؟** میں یہاں پر کچھ اہم پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہوں گا۔

پہلا یہ کہ آج جو استحکام ہم دیکھ رہے ہیں، وہ منظم اور مربوط زری اور مالیاتی پالیسیوں کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ پالیسیاں پیش بینی بنیاد پر قائم کلی معاشی استحکام کو برقرار رکھنے پر مرکوز رہی ہیں، اور ابتدائی کامیابیوں کے بعد حد سے زیادہ خود اعتمادی کا شکار نہیں ہوئیں یا قبل از وقت نرمی اختیار نہیں کی، جو غلطی ہم ماضی میں

اکثر کرتے رہے ہیں۔ اس بار، ہم مالیاتی اور بیرونی بفرز (buffers) کو مضبوط کرنے کے لیے پُرعزم ہیں، جبکہ معاشی نمو میں بتدریج لیکن پائیدار بحالی کے لیے تعاون بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہمیں زیادہ مضبوط بفرز کی ضرورت ہے تاکہ معیشت اور اپنی آبادی کو ہمیشہ سے بدلتے ہوئے عالمی اور ماحولیاتی چیلنجوں کے ساتھ ساتھ بار بار سامنے آنے والے منفی دھچکوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔

دوسرا، گزشتہ چند برسوں میں ہماری زری پالیسی زیادہ مستقبل بین (forward-looking) ہوگئی ہے۔ چونکہ زری پالیسی کے اثرات ظاہر ہونے میں وقت لگتا ہے، اس لیے مستقبل بین طریقہ اپنانے سے پالیسی کا اثر زیادہ مؤثر انداز میں منتقل ہوتا ہے۔ زری پالیسی کمیٹی صرف موجودہ اعداد و شمار اور قریبی مدت کے تخمینوں پر توجہ دینے کے بجائے اب اگلی آٹھ سہ ماہیوں کے تخمینوں کا باقاعدگی سے جائزہ لیتی ہے۔ یہ تبدیلی ہماری تجزیاتی صلاحیت میں اضافے اور ہمارے اپنے ان ہاؤس فورکاسٹنگ ماڈلز پر زیادہ اعتماد کی عکاسی کرتی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دو سال قبل جب ہم نے پیش گوئی کی تھی کہ مہنگائی مستقبل قریب میں دوبارہ 5 سے 7 فیصد کے ہدفی دائرے میں آجائے گی، تو اس پر وسیع پیمانے پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا تھا۔ مہنگائی نہ صرف یہ کہ ہماری پیش گوئی کے مطابق کم ہوئی، بلکہ توقع ہے کہ وسط مدت میں بھی یہ ہدفی حد کے اندر برقرار رہے گی۔ اسی طرح، حال ہی میں جب ہم نے جنوری 2025ء سے اقتصادی سرگرمیوں میں بہتری کا ابتدائی تخمینے پیش کیے، تو اس پر بھی سوال اٹھائے گئے — لیکن اب یہ رفتار ایل ایس ایم اور قومی اکاؤنٹس کے سرکاری ڈیٹا میں واضح ہے۔ اس کے باوجود ہم خبردار ہیں اور غیر ضروری خوداعتمادی کا شکار نہیں ہورہے۔

تیسرے، حالیہ مدت میں ہمارے بیرونی بفرز میں اضافہ زیادہ تر اسٹریٹجک زرِمبادلہ کی خریداریوں کی وجہ سے ہوا ہے، نہ کہ قرض سے یا قلیل مدتی رقوم کے ذریعے جن پر ماضی میں ہمارے مجموعی زرمبادلہ ذخائر کا انحصار رہا ہے۔ آپ میں سے بہت سے حضرات کو یاد ہوگا کہ جون 2015ء سے جون 2022ء کے دوران سرکاری شعبے کا بیرونی قرض 55 ارب ڈالر سے بڑھ کر 100 ارب ڈالر تک پہنچ گیا تھا — یعنی اوسطاً سالانہ 6.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا تھا۔ تاہم اس اضافی قرض کے باوجود اس عرصے میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر کم ہوگئے تھے۔ اس کے برعکس، جون 2022ء سے اب تک سرکاری شعبے کا بیرونی قرض مجموعی طور پر تقریباً وہیں کا وہیں رہا ہے، چنانچہ بیرونی قرض اور جی ڈی پی کے تناسب میں خاصی کمی آگئی ہے۔ یہ جون 2022ء میں 31 فیصد تھا اور کم ہوکر جون 2025ء میں 26 فیصد رہ گیا ہے۔ اسی دوران، ہم نے اپنے زرمبادلہ ذخائر کو 2.9 ارب ڈالر کی انتہائی کم سطح سے بڑھا کر تقریباً 14.5 ارب ڈالر تک پہنچا دیا، یعنی تقریباً پانچ گنا اضافہ۔ مزید یہ کہ ہم اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات (forward liabilities) کو بھی 2 ارب ڈالر سے نیچے لے آئے ہیں، جو فروری 2023ء میں 5.7 ارب ڈالر کی بلندترین سطح پر تھیں۔ مختصراً، اس بار زرمبادلہ ذخائر میں اضافہ نہ صرف مقدار کے لحاظ سے نمایاں بہتر ہے بلکہ ہمارے بیرونی محاذ کی پوزیشن میں ایک حقیقی اور مضبوط معیاری بہتری کا بھی ثبوت ہے۔

چوتھے، چیلنجوں اور شکوک کے باوجود، حکومت نے گزشتہ تین مسلسل برسوں کے دوران ایک دشوار تاہم ناگزیر مالیاتی یکجائی (fiscal consolidation) حاصل کی، اور اپنے پرائمری سرپلس کے اہداف سے بھی تجاوز کرلیا۔ یہ بات ہم نے ماضی میں شاذ و نادر ہی دیکھی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہمارے قرض کے اظہاریے بہتر ہوئے ہیں اور مزید پائیدار بن گئے ہیں۔ جون 2016ء سے جون 2022ء تک سرکاری قرض بلحاظ جی ڈی پی کا تناسب (debt-to-GDP ratio) اوسطاً 2.3 فیصدی درجے فی سال بڑھتا رہا تھا، لیکن اس کے بعد سے یہ اوسطاً ہر سال ایک فیصدی درجے کم ہوا ہے۔

پانچویں، ایک بڑھتا ہوا تاثر یہ ہے کہ پائیدار ترقی حاصل کرنا دشوار ہوگا تاوقتیکہ ماضی کی طرح مختصر مدتی صَرف کی نمو پر تکیہ کرنے کے بجائے ہمارے عوام کی سماجی و معاشی ترقی کے لیے پالیسی سازی کو دوبارہ طویل مدتی وژن کی طرف گامزن کیا جائے۔ طویل مدتی اصلاحات میں اس تبدیلی کی عکاسی ہوتی ہے، جس کا آغاز حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے ہمارے ملک میں تشکیل پانے والے پالیسی فریم ورک سے ہوا۔ حکومت کی توجہ اب معیشت کی دستاویزیت بڑھانے اور ٹیکس گزاروں کی تعداد میں اضافہ کرکے ٹیکس تا جی ڈی پی تناسب کو وسعت دینے پر ہے۔ توانائی کے شعبے میں بھی اصلاحات جاری ہیں تاکہ توانائی کی لاگت کو کم کیا جاسکے۔ اگرچہ اس میں کچھ پیش رفت ضرور ہوئی ہے، تاہم ساختی اصلاحات کے معاملے میں ابھی بہت کچھ کیا جانا باقی ہے۔ اسٹیٹ بینک مالی وساطت کے خلا کو پُر کرنے اور ملک بھر میں مالی شمولیت کو بڑھانے پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔

حال ہی میں بینکوں کے ساتھ ہونے والی تقریباً ہر ملاقات میں، ہم نے ان سے نجی شعبے کے قرضوں میں اضافہ کرنے اور خاص طور پر ان طبقات سے ڈپازٹ مجتمع کرنے کی کوششیں دگنی کرنے کی ہدایت کی، جو رسمی مالی نظام سے باہر ہیں۔

خواتین وحضرات،

اب میں اپنی گفتگو کے دوسرے حصے کی طرف آتا ہوں—**یعنی یہ کہ اس بار کیا مختلف ہونا چاہیے**۔ اگر ہم تیزی اور مندی کے ایک اور چکر کو روکنا چاہتے ہیں، تو میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ استحکام کی پالیسیوں کو غیر معینہ مدت تک جاری رکھنا ہماری خواہش ہے اور نہ ہی اسے جاری رکھا جا سکتا ہے۔ ہماری اقتصادی ترقی مستقل روبہ زوال ہے: ہماری شرح نمو پچھلے 30 سال میں اوسطاً 3.9 فیصد ہے، جو پچھلے 20 سال میں گر کر 3.5 فیصد اور گذشتہ پانچ سال میں مزید گر کر 3.4 فیصد رہ گئی ہے۔ اسی دوران، ہمارے کاروباری سائیکل بھی مختصر ہوتے جا رہے ہیں۔ یوں ہماری ترقی کا موجودہ ماڈل 250 ملین سے زائد آبادی والے ملک کے لیے ناکافی ہے۔ درحقیقت، یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ آج پاکستان کی معیشت ایک اہم موڑ پر کھڑی ہے، جہاں ہماری توجہ مختصر مدتی استحکام کے بجائے قابلِ تسلسل اور شمولیتی ترقی کی طرف منتقل ہونی چاہیے۔ لیکن اسے ممکن بنانے کے لیے، ہمیں اپنے اقتصادی ماڈل پر نظر ثانی کرنا ہو گی، اور پالیسی سازوں اور ہمارے کاروباری اداروں کو پالیسیوں، ضوابط اور کاروباری حکمت عملیوں کے بارے میں طویل مدتی نکتہ نظر اپنانا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا آسان، مگر کرنا مشکل ہے، کیونکہ اس انتہائی ضروری تبدیلی کے لیے مختصر مدت میں بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔ پالیسی سازوں کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ ساختی مسائل کو طویل مدتی اصلاحات کے ذریعے حل کریں۔ میں چند نکات اجاگر کرنا چاہوں گا، جن پر ہمارے نجی شعبے کو لازمی غور کرنا چاہیے۔

اوّل، ہمارے کاروباری ادارے اپنی توجہ باہر کے بجائے اندرونی پہلوؤں پر مرکوز کریں، اور عالمی طلب اور معیار کی نشانیوں کے مطابق مصنوعات سازی کرکے عالمی سطح کی مسابقت میں شامل ہوں۔ ایسا تب ہی ہو گا کہ جب فرمیں عالمی قدری زنجیروں (global value chains) سے خود کو وابستہ کریں، اپنے پیداواری عمل کو جدید بنائیں، اور شارٹ کٹس کو حقیقی مسابقت کا متبادل سمجھ کر ان پر انحصار کرنا بند کریں۔ ضرورت واضح ہے: تیز رفتار ڈیجیٹلائزیشن، ماحول دوست تبدیلی، اور بڑی قدری زنجیروں کی ترتیبِ نو، عالمی پیداوار اور تجارت کو تبدیل کر رہے ہیں۔ ویتنام، ملائشیا، اور میکسیکو اس کی مثالیں ہیں کہ جب نجی شعبہ اپنی آمدنی بڑھانے کے لیے ریاستی زرِ اعانت (subsidies) اور ملکی منڈی پر انحصار کرنے کے بجائے خود کو ان تبدیلیوں سے ہم آہنگ کرتا ہے، تو کتنا کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ہماری اپنی تاریخ بتاتی ہے کہ زرِاعانت سے برآمدات میں پائیدار اضافہ کرنے کی کوششیں ناکام رہی ہیں۔ آج، ہمارا مالیاتی دباؤ اس حد تک سخت ہو چکا ہے کہ مکمل زرِ اعانت کا اجرا ممکن نہیں رہا، اور یہ صورتِ حال درمیانی مدت میں بدلنے کا امکان نہیں ہے۔ نتیجتاً، وہ کاروباری ادارے جو ملکی مارکیٹ کی خدمت کے لیے طویل مدت تک زرِ اعانت پر انحصار کرتے رہے، اب ان کے لیے اپنی استعداد کے مطابق کارکردگی دکھانا ممکن نہیں رہا کیونکہ حکومتی معاونت اور عالمی طلب میں کمی، ان کی آمدنی اور نفع آوری دونوں کو کمزور کر رہی ہے۔ لیکن، میں چاہتا ہوں کہ آپ سب اس بات کو سمجھیں کہ امریکہ، چین، اور مشرق وسطیٰ جیسے شراکت داروں کی مضبوط شمولیت کے سبب آج پاکستان کے پاس بھی موقع موجود ہے۔ اگر ہمارے کاروباری ادارے ان تعلقات سے فائدہ اٹھائیں، نئی منڈیاں دریافت کریں، اور، کارکردگی اور جدت میں سرمایہ کاری کریں، تو ہم محض تھوڑے بہت نفع پر کام کرنے کی بجائے خود کو جدید عالمی معیشت کا ایک بڑا حصہ بنانے کی پوزیشن میں لا سکتے ہیں۔

اسی کے تسلسل میں **دوسرا نکتہ** ہے، اور وہ یہ ہے کہ کاروباری برادری کو ہمارے سب سے قیمتی اثاثے— ہمارے لوگوں— میں سرمایہ کاری کرنی چاہیے۔ پائیدار ترقی ایک مطابقت پذیر اور ہنر مند افرادی قوت کے بغیر ناممکن ہے، خاص طور پر اُس وقت جب پاکستان کی نوجوان آبادی جغرافیائی سطح پر ہمارے لیے نفع بخش امکانات فراہم کرتی ہے جو ہمیں دیگر کئی ممالک پر برتری دیتی ہے۔ ہمارے اداروں کو چاہیے کہ وہ اپنے ملازمین کی ڈیجیٹل خواندگی، تکنیکی مہارت اور انتظامی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے کے لیے سرمایہ کاری کریں، تاکہ انہیں بدلتی ہوئی مارکیٹ کی ضروریات سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ نجی شعبے کو بھی بیرونِ ملک شراکت داریوں اور مشترکہ منصوبوں کو فروغ دینا چاہیے تاکہ ٹیکنالوجی کی منتقلی اور معلومات کا تبادلہ ممکن ہو سکے، اور ملکی سطح پر پیداواری صلاحیت اور مسابقت کی صورت حال بہتر ہو۔ ہمارے کاروباری اداروں، چیمبرز آف کامرس، اور تجارتی

تنظیموں کو بھی چاہیے کہ وہ انفرادی طور پر مقابلہ کرنے اور اقتدار کی راہداریوں میں ایک دوسرے کا راستہ روکنے کے بجائے باہمی تعاون کو فروغ دیں۔ فنی تربیت، اختراعی مراکز، اور رسدی زنجیر سے منسلک شعبوں میں مشترکہ سرمایہ کاری کر کے، ہمارے کاروباری ادارے مشترکہ پیداواری فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔

تیسری بات، ہمارے کاروباری اداروں کو روایتی بینک فنانسنگ سے آگے دیکھنے اور اپنی بڑھتی ہوئی مالی ضروریات پوری کرنے کے لیے ملکی اور عالمی سرمایہ منڈیوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مقامی اور بیرون ملک ایکویٹی اور قرضہ منڈیوں تک رسائی حاصل کر کے، کاروباری ادارے اپنے فنڈنگ ذرائع کو متنوع بنا سکتے ہیں، طویل مدتی سرمایہ بڑھا سکتے ہیں اور ملکی بینکاری نظام پر انحصار کم کر سکتے ہیں۔ اسی اثنا میں، ہماری مالی خدمات کی صنعت کو بھی ڈجیٹلائزیشن، مصنوعی ذہانت اور مشین لرننگ کی موجودہ لہر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے credit generation اور ڈپازٹ موبلائزیشن کو نئے سرے سے ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔

آخر میں، میں چاہتا ہوں کہ ہمارے بڑے کاروباری ادارے—جن میں سے کئی پاکستان بزنس کونسل کے رکن بھی ہیں—اپنی رسدی زنجیر کے ریکارڈ کو دستاویزی شکل دینے کے لیے وقت نکالیں اور اس ضمن میں کوششیں کریں۔ اس سے آپ کی کمپنیوں کو طویل مدتی فوائد حاصل ہوں گے، کیونکہ یہ آپ کے کاروباری عمل کو ہموار کرے گا؛ سپلائی میں رکاوٹوں کو کم کرے گا؛ اور کفایتی طریقے سے اعلیٰ معیار کی ثانوی پیداواری اشیا کی تیاری میں مدد دے گا۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (SMEs) اور رسدی زنجیر سے منسلک دیگر چھوٹے شراکت داروں کے لیے ممکنہ فوائد میں باضابطہ قرض تک رسائی حاصل کرنا، بتدریج اپنی کاروباری سرگرمیوں کو وسعت دینا اور اپنی کارکردگی میں بہتری حاصل کرنا شامل ہیں۔ یہاں موجود کچھ بڑی کمپنیاں اپنی رسدی زنجیر کے شراکت داروں کو قرض کی سہولتیں بھی فراہم کر سکتی ہیں، اگر دستاویزات کی کمی کی وجہ سے وہ بینکوں اور دیگر مالی اداروں سے قرض حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔

خواتین و حضرات!

اپنی تقریر کے اختتام پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ، آگے کا راستہ واضح ہے، ہم ہر بار ایک ہی طرح کی کوشش کر کے مختلف نتائج کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ ہم دیرپا اقتصادی ترقی ہرگز حاصل نہیں کر سکتے اگر ہمارا نجی شعبہ وقتی منافع کو ترجیح دیتا رہے، جس کا نتیجہ طویل مدتی جمود اور عالمی تنہائی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور حکومت اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ساختی اصلاحات جاری رکھیں گے، مالیاتی اور بیرونی بفرز کو مضبوط بنائیں گے تاکہ لچک میں بہتری آئے، اور اپنے کاروباری اداروں کے لیے استحکام فراہم کریں گے تاکہ وہ پھل پھول سکیں۔ ہمارے نجی شعبے کے لیے موقع ہے کہ وہ اردگرد تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا کے مطابق خود کو ڈھالیں۔ میں آپ سب کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں کہ آپ اس سے فائدہ اٹھائیں: پیداواریت میں سرمایہ کاری کریں، بیرونی دنیا پر نظر رکھیں، افادیت بڑھانے کے لیے ان سے اشتراک کریں اور اپنے کاروباری منصوبوں کو اس اقتصادی استحکام پر استوار کریں جو ہم نے سخت محنت سے حاصل کیا ہے۔ مشترکہ کوششوں کے ذریعے ہی ہم حالیہ استحکام کو سب کے لیے پائیدار خوشحالی میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ، میں پاکستان بزنس کونسل کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے مجھے اس تقریب میں مدعو کیا اور اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔

وقت دینے پر آپ سب کا شکریہ!

****